کائنات اور اُس کے مظاہر: قرآن و سنت اور سائنس کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ
***An Analytical Study of Universe and its Reflections in
 the Light of Qur'ān, Sunnā'h and Science***

Nuzhat Mufti

Ph.D Research Scholar, Shaheed Benazir Bhatti Women University,
 Peshawar, Pakistan

Email: nuzhatmufti@hotmail.com

Dr. Khadija Aziz

Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhatti Women University,
 Peshawar, Pakistan

Email: khadijaaziz@sbbwu.edu.pk

Abstract:

To determine the base line of the real facts, strengthening of knowledge becomes commanding. The Qur'ān provides guidance to follow the path set by Allāh for human beings. Faith and reliance in Allāh intensify research insight and religion surge scientific hallucination. Examining universal eventuation results in unveiling the philosophy tailored by Allāh, ensuring further in disclosure of the total immensity of Allāh Almighty. Present day scientific research and advancement in the light of Qur'ān proves Allāh's significance thus opening the windows of human intellect results in strengthening of faith of Muslim. A human being with knowledge, progression and wisdom is indeed the guided one and is worthy of deserving the "Key to Success". In This paper the Universe and its Reflections in the Light of Qur'ān, Sunna'h & Science have been analyzed and the subject has been covered with an aim to increase the faith of a Muslim and develop islāmic Image.

Keywords: Knowledge, Belief, Universe, Qur'ān, Sunna'h, Science, Islām, Technology

تمام حقائق کی تہہ تک پہنچنے کے لئے حصول علم ضروری ہے۔ سائنس کی تیز رفتاری بھی اُسی وقت ممکن ہے۔ جب کہ قرآن مجید سے راہ نمائی حاصل کی جائے۔ اور خالق کائنات کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہوں۔ ایمان باللہ جذبہ تحقیق کو بڑھاتا ہے۔ اور مذہب سائنس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ مظاہر کائنات پر غور و خوض کرنے سے حکمت الہی منکشف ہوتی ہے۔ اور کامل ترین نظام کے لطیف سے لطیف حجابات دور ہوتے ہیں۔ جس سے شان ربوبیت مزید واضح ہوتی ہے۔ موجودہ سائنسی انکشافات نے قرآن

پاک کی آیات پر روشنی ڈال کر ثابت کیا کہ سائنس دان کی تحقیق سے اللہ تعالیٰ کی صناعی اور کاریگری کی طرف توجہ جاتی ہے۔ اور فہم و ادراک کے درپے کھلتے جاتے ہیں اور اولوالالباب مومنین کا ایمان پختہ سے پختہ ہو رہا ہے۔

مظاہر کائنات کی لغوی و اصطلاحی تحقیق

معجم ابواب الصرف میں لکھا ہے کہ لفظ کائنات "کان یكون کونا سے ماخوذ ہے۔" ^۱ اُردو دائرہ المعارف میں "کون" کے بارے میں مذکور ہے کہ "کائنات" "کون" سے ہے جس کا معنی ہے ایک حادثہ ہونا۔ ^۲ مظاہر کائنات پر غور و فکر کرنے سے شان ربوبیت واضح ہوتی ہے اس کے لیے اولوالالباب مومنین فعال کردار ادا کرتے ہیں۔ موجودہ سائنسی انکشافات نے قرآن پاک کی آیات پر روشنی ڈال کر ثابت کیا کہ سائنس دان کی تحقیق سے اللہ تعالیٰ کی صناعی اور کاریگری کو دیکھ کر فہم و ادراک کے درپے کھلتے ہیں۔ احادیث مبارکہ سے بھی بے شمار دلائل ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ" ^۳

”یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے ا
پھیر میں ہوش مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔“

مفسر معارف القرآن فرماتے ہیں:

"آیت پر غور و فکر کے سلسلے میں مندرجہ ذیل مسائل پر غور کرنا ہے۔"

۱۔ یہ کہ خلق السموات والارض سے کیا مراد ہے؟ خلق مصدر ہے جس کے معنی ایجاد و اختراع کے ہیں معنی یہ ہوئے کہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیاں ہیں۔ اس کے علاوہ وہ تمام مخلوقات اور مصنوعات باری تعالیٰ بھی داخل ہو جاتی ہیں جو آسمان اور زمین کے اندر ہیں۔

۲۔ دوسرا اختلاف لیل وہ نہار سے کیا مراد ہے؟ لفظ اختلاف اس جگہ عربی کے اس محاورے سے ماخوذ ہے کہ اختلاف فلان فلاناً یعنی وہ شخص فلاں شخص کے بعد آیا۔ پس اختلاف الیل والنہار کے معنی یہ ہوئے کہ رات جاتی ہے اور دن آتا ہے۔ اور دن جاتا ہے تو رات آتی ہے۔ اختلاف سے زیادتی و کمی مراد لی جائے۔ سردیوں میں راتیں طویل ہوتی ہیں اور دن چھوٹا ہوتا ہے۔ اور

گرمیوں میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اس طرح رات دن کا تفاوت ملکوں کے تفاوت سے بھی ہوتا ہے۔

۳۔ تیسرا امر یہ ہے کہ لفظ ”آیات“ کے کیا معنی ہیں؟ آیات، آیتہ کی جمع ہے۔ اور یہ لفظ چند معانی کے لیے بولا جاتا ہے۔ آیات، معجزات کو بھی کیا جاتا ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے تیسرے معنی دلیل اور نشانی کے بھی ہیں۔ یہاں پر یہ تھی تیسرے معانی مراد ہیں۔ یعنی ان امور میں اللہ کی بڑی نشانیاں اور قدرت کے دلائل ہیں۔

۴۔ چوتھا امر اولوالالباب کے معنی سے متعلق ہے۔ الباب، لب کی جمع ہے جس کے معنی مغز کے ہیں۔ اور اسی سے اس کی خاصیت اور فوائد معلوم ہوتے ہیں۔ اسی لیے انسانی عقل کو لب کہا گیا ہے۔ کیونکہ عقل بھی انسان کا اصل جوہر ہے۔^۲

حسن بصریؒ نے فرمایا :

”تفکر ساعة خير من قیام ليلة“^۵ یعنی ایک ساعت غور و فکر کرنارات بھر کے قیام سے افضل ہے۔

تفسیر عثمانی میں لکھا ہے :

”اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین اور دیگر مصنوعات الہیہ میں غور و فکر کرنا وہی محمود ہو سکتا ہے جس کا نتیجہ خدا کی یاد اور آخرت کی طرف توجہ ہو۔ باقی جو مادہ پرست ان مصنوعات کے تاروں میں الجھ کر رہ جائیں اور صالح کی صحیح معرفت تک نہ پہنچ سکیں خواہ دنیا انہیں بڑا محقق اور سائنس دان کہا کرے مگر قرآن کی زبان میں وہ اولوالالباب نہیں ہو سکتے بلکہ پرلے درجے کے جاہل و احمق ہیں۔“^۱

سورۃ البقرۃ کے بیسیوں رکوع کی پہلی آیت پر غور فرمائیے۔ یہ آیت اس لحاظ سے بڑی جامع ہے کہ کائنات کی تخلیق اور اس کے نظم و تدبیر کے متعلق سات اہم امور کا اس میں یکجا ذکر ہے۔ جو کسی اور آیت میں نہیں۔

۱۔ آسمان اور زمین کی پیدائش جس کی وسعت اور عظمت محتاج بیان نہیں۔

۲۔ رات اور دن کا یکے بعد دیگرے آنا اور ان کے اوقات کا گھٹنا بڑھنا۔

- ۳۔ جہازوں کا بڑے بڑے مہیب اور متلاطم سمندروں میں رواں ہونا
 - ۴۔ آسمان سے بارش برسانا جس سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے۔
 - ۵۔ ہر جاندار میں توالد و تناسل کا سلسلہ قائم کرنا اور انہیں تمام روئے زمین پر پھیلا دینا
 - ۶۔ ہواؤں کے رخ میں تبدیلی پیدا کرنا۔
 - ۷۔ اور بلند یوں پر بادلوں کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا۔
- الغرض سب ایسے امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر اور اس کی لامحدود قدرت پر واضح دلائل ہیں۔ اس متوازن کائنات سے متعلقہ قرآنی آیات ملاحظہ کیجیے۔ جن میں اللہ نے درجہ بدرجہ تخلیق کائنات کا ذکر فرمایا ہے۔

"إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَنِثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ" ۷

”کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا وہ ہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور اسی نے سورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے یہ خدائے رب العلمین بڑی برکت والا ہے۔“

"إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ" ۸

”تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ پھر عرش پر قائم ہوا ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے اس کے حاصل کیے بغیر (کسی کی) سفارش نہیں کر سکتا یہ ہی خدا تمہارا پروردگار ہے اس کی عبادت کرو بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے۔“

العرش: شان ربوبیت کا مظہر

عربی لغت کے لحاظ سے عرش سریر بھی تخت کا ہم معنی لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرمایا ہے :

”اللہ خالق کل وهو علی کل شیء وکیل“ اس لیے حقیقت میں وہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور باقی تمام اشیاء اسی کی مخلوق ہیں اور وہ ہی اُن تمام اشیاء کا منتظم حقیقی ہے اور اس کا عرش وہ چھت ہے جو زمین کی سطح سے تحت الثریٰ تک اس مخلوقات جامد اور ناطق کے اوپر قائم اور دائم ہے۔“

ابو ہانی خولانی^۹، ابی عبدالرحمن الجبلی^{۱۰}، اور عبداللہ بن عمر ابن العاص^{۱۱} کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”اللہ تعالیٰ نے ارض و سموات کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل تمام موجودات کی تصاویر بنادی تھیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ان مخلوقات سے پہلے قلم کی تخلیق ہوئی۔“^{۱۲}

یہ عرش کریم تمام کائنات کا مرکز ہے اور کائنات کا کنزول اسی مرکز سے ہے۔ آپ اندازہ کیجیے کہ کائنات کو تھامنے کے لیے کس قدر مضبوط مرکز ضروری ہے۔ انسان کی عقل اس قوت کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتی۔ وہ اللہ ہی کی ذات ہے جو عرش پر قائم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلَى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا“^{۱۳}

اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ قرآن میں ۷ مقامات پر نقل ہوا ہے کہ ہمارا رب آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد عرش پر بلند ہوا۔ ان کا اشارات جن سورتوں میں مذکور ہیں وہ حواشی میں درج ہیں۔^{۱۴}

ارشاد ربانی ہے

”فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ“^{۱۵}

”قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ“^{۱۶}

کہیں ”ذوالعرش المجید“^{۱۷} اور ”وہو رب العرش العظیم“^{۱۸} فرمایا گیا ہے۔

عرش نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ پھر کرسی نے آسمان اور زمین کو گھیر رکھا ہے۔

”وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سألتم اللہ فسلوه

الفردوس فانہ اوسط الجنة ، واعلی الجنة وقوقه عرش

الرحمن ، ومنہ تفجرو والنهار الحینہ تفجرانہا الجنة“^{۱۹}

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! پس جب تو اللہ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ درمیانہ درجے کی جنت ہے اور بلند ترین اور اُس کے اوپر رحمن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔“ وہ جنت کتنی بڑی ہوگی جس کی چھت اتنی بڑی ہو۔ جنت الفردوس کی دعا مانگنا چاہیے۔

”قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر-----اذن لی ان

احدت عن ملک بینہ ملائکة اللہ بینہ حملة العرش ان ما بینہ شعمة

اذنہ الی عائقة مسیره سبع مائة عام سنة“

”جابر سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اجازت

دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھانے والے ایک فرشتے کے بارے میں بتاؤں

اُس کے کان سے لے کر کندھے تک کا فاصلہ ۷۰۰ سال کی مسافت کا ہے۔“^{۲۰}

کرسی کیا ہے؟

اور پھر اللہ کی کرسی عرش کے بعد تمام مخلوقات میں اعظم ہے۔

”وَسِعَ کُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَؤُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ

الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ.“^{۲۱}

”کرسی آسمان اور زمین کو گھیرے ہے اور کرسی عرش کے مقابلے میں الگ رنگ۔

انگوٹھی کی طرح ہے جو ایک صحرا میں پھینکی گئی ہو ساتوں آسمان و زمین کرسی کے

مقابلے میں اتنے چھوٹے ہیں جس طرح صحرا کے مقابلے میں انگوٹھی۔ عظمت والی

کرسی جو مخلوقات میں سب سے بڑی ہے تو عرش کی کتنی بڑی عظمت ہے۔“

ایک اور روایت کے مطابق حضرت سعد بن معاذ کی وفات پر رحمن کا عرش ہل اٹھا۔

”وعن جابر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يقول: اهتز العرش

لموت سعد بن معاذ وفي رواية : اهتز عرش الرحمن بموت سعد بن

معاذ“^{۲۲}

”جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ سعد بن معاذؓ کی موت پر عرش نے حرکت کی ہے اور ایک روایت میں ہے رحمن کا عرش سعد بن معاذؓ کی موت کی وجہ سے ہلا ہے (متفق علیہ)“

"عن عبد الله بن مسعود أنه سئل عن قوله (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ) وقال: إن أرواحهم خضرتسرح في الجنة حيث شاءت وتناوي إلى قناديل معلقة بالعرش".^{۲۳}

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت ”ولا يحسبن الذين الخ“ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شہداء کی روحوں نے سبز پرندوں کی شکل میں ہیں جو جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں، اُن کا ٹھکانے عرش سے لٹکی ہوئی قندلیں ہیں۔“

بعض روایات میں رحم کے اللہ کے عرش کے ساتھ معلق ہونے کا بھی ذکر ہے۔^{۲۴}
امر واقعہ یہ ہے کہ نصوص میں موجود اتنی صراحت، بیان اور وضاحت کے بعد عرش کے معنی میں تاویل اور اقوال مشبہ کی سلف صالحین نے نفی فرمائی ہے۔ شدید احتیاط لازمی ہے۔
لوح محفوظ:

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا کیا ہے۔ اس کے صفحات سرخ یا قوت کے ہیں اس کا قلم نوری ہے۔ جس نے اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے نور سے لکھا ہے۔ لوح محفوظ میں ہر دن کے تین سو ساٹھ لفظ ہیں۔ جن میں تخلیق، رزق رسانی، موت و حیات اور عروج و زوال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام درج کیے جاتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے وہ بھی لکھا جاتا ہے۔"^{۲۵}

ارض سموات اور ان کے مابین اشیاء کی تخلیق کا ذکر:
زمین کے سات طبقات کے مطلق:

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت شریفہ کی وضاحت میں ہم سے علی بن عبد اللہ^{۲۶}، نے ابن علیہ^{۲۷}، علی بن مبارک^{۲۸} کے حوالے سے بیان کیا اور ان سے یحییٰ بن ابی کثیر^{۲۹}، نے محمد بن ابراہیم بن حارث^{۳۰}، ابی سلمہ بن عبد الرحمن^{۳۱} کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر اور دوسرے لوگوں کے درمیان زمین کی خصوصیات کے بارے میں جھگڑا رہتا تھا جو دشمنی کی حد تک جا پہنچا تھا۔ اس کا ذکر حضرت عائشہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا:

”ابی سلمہ! زمین کے معاملات میں بڑی احتیاط رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ایک بالشت برابر بھی کسی نے زمین کے معاملے میں ظلم کیا تو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اُسے پہنایا جائے گا۔“^{۳۲}

زمین کا ارتقاء:

ارتقاء کا لفظ ارتق سے ماخوذ ہے جو سورہ الانبیاء میں بھی آیا ہے۔

”أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا“^{۳۳}

”اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان ابتدائی شکل میں ملے

ہوئے تھے یعنی ایک دوسرے میں گھسے ہوئے تھے۔ پھر ان کو جدا

کر دیا۔“^{۳۴}

اور کائنات اور زندگی و ارتقاء کے حوالے سے یہ آیت انتہائی اہم ہے۔ یہاں ارتق ایک بہت ہی معنی خیز لفظ استعمال ہوا ہے جو ملے ہوئے ہونا اور چیزوں کا باہم ہو کر پیوست ہونے کا مفہوم دیتا ہے۔ مطلب ارتقاء کا اصل مادہ ارتق ہے۔

ارتق اصل میں کسی چیز میں اصلاح اور عروج پیدا کرنا اور ارتق لفظ فتق کی ضد ہے۔ فتق کا معنی ہے جدا کرنا۔ الگ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارتق کا معنی ملانے اور یکجا کرنے لے آتے ہیں۔ اب ارتقاء کا مطلب ہوا کسی چیز کی آہستہ آہستہ ترقی، اصلاح کے لیے جدا ہونا اور پھیل جانا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان ابتدائی شکل میں ملے ہوئے تھے یعنی ایک دوسرے میں گھسے ہوئے تھے۔ پھر ان کو جدا کر دیا جو دونوں جدا جدا شکلیں بن گئی۔“^{۳۵}

مذکورہ آیت کے تحت علامہ فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تفصیل اور وضاحت کچھ یوں ہے۔

”الرتق لغة السد“ یعنی رتق لغت میں بند ہونے اور کرنے کو کہتے ہیں اور الفتق بمعنی الفصل کے لیے مستعمل ہے یعنی دو چیزوں کے ملاپ کو رتق کہتے ہیں اور دو چیزوں کو جدا کرنا ان کے درمیان فاصلہ کرنے کا نام فتق ہے۔^{۳۶}

زمین پر انسان کی زندگی کے موافق حالات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالْخ“^{۳۷}

”هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا“ الخ^{۳۸}

”وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ“ الخ^{۳۹}

اسی طرح الاعراف کی ۵۷-۲۴-۱۰ آیات، سورہ رعد کی ۴ تا ۳، الحجر کی ۲۲-۱۹ آیات، سورہ نحل کی ۶۷-۶۵-۱۳ آیات، سورہ الروم: ۴۸ آیت، سورہ لقمان: ۱۰، حمد سجدہ: ۱۰، الزحزف ۱۲-۱۰ آیات، سورہ جاثیہ: ۱۳، سورہ ق ۱۰-۷، سورہ النساء ۱۶-۶ مندرجہ بالا تمام آیات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین انسانی زندگی کے تمام موافق حالات پیدا کئے۔ زمین کا سورج سے فاصلہ اندازے سے رکھا۔

اللہ فرماتے ہیں: ”إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ“^{۴۰} یعنی ”ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے۔“

”وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ“^{۴۱} یعنی ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے کھیلنے کے لیے نہیں بنایا۔ ہم نے یہ دونوں تو حق ہی کے ساتھ پیدا کیے ہیں لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔“

زمین کے حجم اور کثافت کو اس انداز سے رکھا کہ کشش ثقل انسان برداشت کر سکے۔ اسی طرح زمین کے ہوائی کرہ کی اونچائی یا گہرائی کو اس انداز سے رکھا کہ زمین پر اس کا دباؤ مناسب رہے تاکہ انسان سانس لینے میں دشواری محسوس نہ کرے اس سے متعلقہ آیات ملاحظہ ہوں۔

”الغرض“ زمین آج سے تقریباً پانچ ارب سال پہلے وجود میں آئی۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس انداز سے بنایا کہ کروڑوں سال بعد بھی آنے والے انسان کی زندگی کے موافق حالات موجود ہوں۔“^{۴۲}

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ“^{۴۳}

”اور ہم نے زمین پھیلا دی اور اس میں پہاڑ گاڑ دے اور اس میں ہر چیز مناسب مقدار میں اگائی اور ہم نے زمین تمہارے لیے معاش رکھا دی اور اُنکے لیے بھی جن کے رزاق تم نہیں ہو۔“

سمندر اور دریا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں درج ذیل آیات مبارکہ میں سمندروں اور دریاؤں کا ذکر فرمایا:

”وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاحِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“^{۴۴}

”اور وہ ہی ہے جس نے بحر مسخر کیا تاکہ تم اُس میں سے تروتازہ (مچھلی) کا گوشت کھاؤ اور اُس میں سے زیور (موتی) نکالو جو تم پہناتے ہوئے اور تو کشتیاں دیکھتا ہے کہ پانی کو چڑھتی چلی جاتی ہیں اور تاکہ تو اللہ کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تو شکر کرو۔“

تاریخ ابن کثیر میں سمندروں میں پائے جانے والے جزائر کا ذکر کیا گیا۔ اور اُن کا جغرافیائی، حدود اربعہ، مؤرخین کے بتائے ہوئے کوائف کے مطابق بیان کئے جو قاری کے علم کو وسعت عطا فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس نے سات آسمانوں کی تخلیق میں طبقات رکھے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آسمانوں کے درمیان فاصلوں میں کثافت ہے یعنی وہاں آب و ہوا جیسی کوئی لطیف شے نہیں حدیث حسنہ“^{۴۵}۔

طلوع و غروب آفتاب دن اور رات:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ابوذر غفاریؓ سے دریافت فرمایا کہ آیا وہ جانتے ہیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد کہاں جاتا ہے، تو انہوں نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ اُن سے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ (سورج) مغرب میں غروب ہو کر عرش کے نیچے چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کو سجدہ کرتا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ شاہد اس کا سجدہ قبول ہو کہ نہیں۔ بار بار اس سجدے کی تکرار کرتا رہتا ہے۔“^{۴۶}

اور یہی بھی مفہوم اس آیات کریمہ کا ہے۔

اس طرح سورج چاند اور ستارے سب مخلوق خداوندی ہے اللہ تعالیٰ انہیں کامل ارادے سے تخلیق کیا اور متعلق کاموں پر مامور فرمایا ستاروں سے قسمت کا حال معلوم کرنا جہالت کی باتیں ہیں۔ ہوا اور بارشیں بھی رب کی عطا کردہ نعمتیں ہیں، پھر زمین کے نیچے معدنیات رکھیں سمندر پیدا کئے۔ زمین پر بادل بنیں اور بارش ہو اور زمین کی مٹی زر خیز بنائی تاکہ بہتر سے بہتر رزق مہیا ہو سکے۔

دُخان اور نیبولا:

علامہ آلوسی کے مطابق مذکورہ دخان ایک خاص قسم زمین کے توابع میں تھا اور نیبولا کے بارے میں سائنسی وضاحت یہ ہے کہ نظام شمسی دراصل نیبولا سے معرض وجود میں آیا اور مختلف گیسوں جیسے ہائیڈروجن اور ہیلیم پر مشتمل تھا اور سائنس اس کیلئے بادل اور cloud کی اصطلاح بھی استعمال کرتی ہے اور گرد و غبار Dust سے بھی تشریح کرتی ہے^{۴۷}

چونکہ یہ سائنسی ترقی کا دور ہے۔ اور سائنس کے علم پر تمام مذاہب کے لوگوں کا یقین ہے۔ اسی نکتے کو واضح کرنے کے لیے سر جن مورلیس بکائے کا ذکر ضروری ہے جن کی شاہکار تصنیف بائبل، قرآن اور سائنس کے آغاز میں لکھتے ہیں۔

"ہمارے علم کے مطابق اسلام کے نقطہ نظر سے مذہب اور سائنس کی حیثیت ہمیشہ

جڑواں بہنوں کی سی رہی ہے۔" ^{۴۸}

بے شمار ایسے سائنسدان بھی تھے جنہوں نے سائنسی کمالات کے مظاہرے کیے اور سائنس کے میدان میں قائدانہ کردار ادا کئے۔ اپنے تحقیقی مشاہدات کی بناء پر اس حقیقت پر بھی پختہ ایمان رکھتے تھے کہ اس کائنات کو خدا نے تخلیق کیا ہے مثلاً نیوٹن، کیپلر، آئن سٹائن وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

"ایک سائنسدان جو اپنی تحقیق کے ذریعے کائنات کے مخفی رازوں سے پردہ ہٹاتا ہے

وہ دراصل خدا کی صناعی کا گہرائی میں جا کر جائزہ لیتا ہے اور اس کی تفصیلات معلوم

کرتا ہے یہ یہی بات مذہب اور سائنس کا ایک ناقابل تقسیم وحدت ہونا ثابت کرتی

ہے۔" ^{۴۹}

جن سائنس دانوں نے مادہ پرستانہ فلسفے سے اپنی تحقیق کا آغاز کرتے ہوئے لامحدود کائنات کا تصور پیش کیا وہ اپنی بہترین مساعی بروئے کار لانے کے باوجود اس کا کوئی ٹھوس ثبوت سامنے نہ لاسکے، چنانچہ آج جب ہم بیسویں صدی سائنس پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں دیگر شعبوں میں بھی ایسے شواہد کا پتہ چلتا

ہے۔ مثلاً مادہ پرستوں نے نہ صرف یہ دعویٰ کیا کہ کائنات ازل سے ہے بلکہ یہ دعویٰ بھی کیا کہ کائنات میں کوئی منصوبہ بندی نہیں انہوں نے کہا کہ کائنات میں جو توازن و توافق ہے۔ اور جو نظم پایا جاتا ہے وہ بھی ایک مظہر اتفاقات ہے۔ اور بعض سائنس دانوں نے نظریہ انتشار (Theory Chaos) کا مفروضہ پیش کر دیا یعنی کائنات کے اندر نظم و تربیت کا فقدان ہے تاہم ہر نئی دریافت بے ترتیبی اور اتفاقات نظریوں کی تردید کرتی رہی اور ثابت کرتی رہی کہ کائنات میں زبردست تربیت و منصوبہ بندی کا فرما ہے۔

بقول اے ایم کومل^{۵۰} چند ایسے حقائق جنہیں دور جدید کی سائنس ابھی تک ثابت نہیں کر سکی قرآن اور جدید سائنس کے حوالے سے غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہے کہ قرآن حکیم اس طرف توجہ مبذول کرتا ہے کہ اس کرہ ارض کے علاوہ بھی زندگی پائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جاندار مخلوقات کو آسمان اور زمین میں پھیلار کھا ہے۔ اللہ نے سات آسمان بنائے اور ان ہی کی مانند زمین، ان سب کے درمیان اُس کا حکم اُترتا ہے۔ ٹائمز آف انڈیا کی حالیہ خبر کے مطابق چاند پر پانی دریافت ہوا ہے عہد حاضر کے سائنسدان اس دنیا کے خاتمے کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں کچھ کا کہنا ہے کہ پہاڑ دبڑہ دبڑہ ہونا اور سمندروں کا پانی ساحلوں سے اٹھنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”تمہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو جو کچھ انکے درمیان ہے۔ سر اسر حق اور

ایک مقرر وقت کے لئے“^{۵۱}

نیز سورہ القیامہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”اور چاند گہنا جائے گا اور سورج چاند ملا کر ایک کر دیئے جائیں گے“^{۵۲}

ایک جگہ اور ارشاد ہوا۔

”جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔ اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ

چلائے جائیں گے۔ اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے“^{۵۳}

قرآن پاک میں اس بات کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے زمین کس طرح انجام کو پہنچی سورۃ الانبیاء میں آیت ۱۰۴ میں ہے جس طرح ہم نے پہلے تخلیق کی ابتداء کی (ویسے ہی) ہم پھر اس کا اعادہ کریں گے یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کارگیری کی چند اور مثالیں:-

”وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا
وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ“^{۵۴}

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ تو پہاڑوں میں گھر
(چھتے) بنا اور درختوں میں اور ان میں (چھتروں) میں جن پر لوگ
بیلیں چڑھاتے ہیں۔

”وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ
أَمْثَلُكُمْ“^{۵۵}

”اور زمین پر چلنے والا کوئی جانور اور اپنے دونوں پروں سے اُڑنے والا کوئی
پرندہ ایسا نہیں جو تمہاری طرح الگ اُمت نہ ہو“

”حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِي النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ
ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ
لَا يَشْعُرُونَ“^{۵۶}

”حتیٰ کہ وہ جب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا: اے
چیونٹیوں! تم اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ، کہیں سلیمان اور اُس کے لشکر
تمہیں کچل نہ ڈالیں جب کہ انہیں خبر ہی نہ ہو“

یہ رب العالمین کی ذات ہے کہ اس نے مخلوقات میں صلاحیتیں پیدا کر رکھی ہیں۔ یہ تو صرف اُن
مخلوقات کا ذکر ہے جنہیں ہم ارد گرد دیکھتے ہیں۔ کچھ ایسی مخلوقات جن کو ہم نہیں دیکھتے، ان میں بھی
مخصوص صلاحیتیں ہوتی ہیں۔

اسی طرح اونٹ ایسے جانور جس کو گرم ترین موسم برداشت کرنے کے لحاظ سے بنایا ہے۔ اونٹ
اپنی پشت پر پانی کا ٹینک اٹھائے پھرتے ہیں اونٹ کی پلکوں کی دوتھیں ہوتی ہیں جو اُس کو صحرائی طوفان
کے دوران اس کی آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں۔

”أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ“^{۵۷} یعنی کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ
کیسے پیدا کیے گئے ہیں؟

سورۃ العادیات میں اللہ نے گھوڑے کی فرمانبرداری اور مستعدی کا بیان ہے اللہ کی قدرت کا
احساس اجاگر کرتا ہے تو ساتھ ہی ہاتھی کی لمبی سونڈ کے بارے میں معلومات خاص ہوتی ہیں کہ کسی طرح

بھاری اور نازک دونوں کاموں کی صلاحیتیں اس میں موجود ہیں اور مچھر اور مکھی جیسی مخلوق بھی ہمارے رب نے بے کار نہیں بنائی۔

خلاصہ بحث:

مظاہر کائنات کے چند خال پر غور کرنے سے خلق کی حکمت واضح ہوتی ہے۔ اسی مشاہدے کے طریقے اور سعی کا نام سائنس ہے سائنس سمت دیگر علوم کی جو انتہاء ہے وہ قرآن مجید کی ابتدا ہے۔ موجودہ سائنس کے مشاہدات قرآن مجید میں بیان کردہ حقائق کی روشنی میں ۱۰۰ فیصد اللہ جل جلالہ کے خالق برحق ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ شرک کرنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ حقائق سے غفلت اور ناواقفیت شرک کے ارتکاب کا بنیادی ذریعہ ہے۔ بگ بینک کے حوالے سے کائنات عدم سے وجود میں آنے کی شہادت کی توثیق ہو جانے سے مادہ پرست سائنس دان لڑکھڑا گئے عصر حاضر میں جس چیز کو عقلمندی کا معیار سمجھ لیا گیا ہے وہ محض ایک دھوکہ ہے۔ عقل سلیم وہ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسل لے کر آئے علم و حکمت کے ذریعے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ کائنات کا حسن و جمال اور تنوع پکار پکار کر ایک خالق کی طرف بلا رہے ہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ ہیرے میں چمک بولتی ہے پھلوں میں خوشبو، جسم میں روح بولتی ہے تو لفظوں میں معنی، شہد میں مٹھاس بولتی ہے تو کائنات کے رنگین نظاروں میں رب ذو الجلال کی کارگیری دکھائی دیتی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

^۱ ابن العصفور الاشبیلی (۵۹۷-۶۶۹ھ) تحقیق الدكتور فخر الدین قباوہ، الممتع الكبير في [

التعريف، معجم ابواب الصرف، از مذکرات في النحو الصرف، قديمي کتب خانہ

اردو بازار لاہور ص: ۱۰

^۲ اردو دائرہ المعارف: جلد ۳: ص: ۲۰۳

^۳ آل عمران: ۱۹۱ تا ۱۹۰

^۴ عثمانی مفتی محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ناشر: فرید بک ڈیوڈ ہلی نمبر ۶، مطبع: فرید انٹر

پرائز، سن اشاعت: ۱۹۹۸ء۔ راجیل نسیم پرنٹنگ پریس، ج: دوم، ص: ۲۶۲-۲۶۳

^۵ حسن بصریؒ کا پورا نسب یہ ہے۔ ابو سعید حسن بن ابی الحسن یار بصری تابعی تھے۔ آپ کے والد مشہور صحابی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ

- رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ آپ بصرہ والوں کے امام تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۴ ص ۵۶۳-۵۶۴)
- ۶ عثمانی شبیر احمد، تفسیر القرآن الکریم، ترجمہ: محمود الحسن، مولانا، مطبع: شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ، وزارت اوقاف، سعودی عرب، تاریخ اشاعت: ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء، ص: ۹۷
- ۷ الاعراف: ۵۴
- ۸ یونس: ۳
- ۹ ابوہانی خولانی حمید بن خانی ابوہانی خولانی المصری بن یعلیٰ بن مالک سے تعلق رکھتے تھے۔
- ۱۰ ابو عبد الرحمن النجلی عبد اللہ بن عبد القادر ابی صالح ۵۸۷ھ کو صفر کے مہینے میں فوت ہوئے۔
- ۱۱ عبد اللہ بن عراب بن العاص قریشی صحابی تھے۔ اہل مکہ میں سے تھے۔ جلیل القدر فقہاء میں سے تھے۔ جاہلیت میں بھی لکھتے رہے اسلام لانے کے بعد بھی نبی کریم ﷺ نے لکھنے پر مقرر کیا تھا۔ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے۔ (الاعلام للزرکلی ۲/۲۵۵)
- ۱۲ حافظ عماد الدین، ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) تاریخ ابن کثیر، (اردو ترجمہ) البدایہ والنہایہ جلد ۲، ص ۲۴
- ۱۳ اسراء: ۴۲
- ۱۴ الاعراف: ۵۴، یونس: ۳، الرعد: ۳، طہ: ۵، الفرقان: ۵۹، السجدة: ۶، الحديد: ۶
- ۱۵ المؤمنون: ۶
- ۱۶ المؤمنون: ۱۱۶
- ۱۷ البروج: ۱۵
- ۱۸ التوبہ: ۱۲۹
- ۱۹ امام مسلم بن حجاج صحیح المسلم، کتاب التوبہ ولا استغفار، باب: التسبیح اول النہار وعند النوم اول اور سوتے وقت تسبیح کرنا یہ حدیث جامع ترمذی، جلد ۲ / ۶۰۵۶، ابواب الصفۃ الجنتیہ، باب: ماجاء فی صفۃ درجات الالجنة میں بھی دیکھئے
- ۲۰ سلمان بن لاشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، مترجم باب: فی الحجیم، باب: ابتداء ایام انبیاء اور عجیب مخلوقات کا بیان نیز اسلام ۳۶۰ app، حدیث: حملۃ العرش، حدیث ۴۳۱
- ۲۱ محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ التوکی، فقہ القلوب فی القرآن وسبہ، ط: الثانیہ ۲۰۱۱ء، ص: ۴۷۱
- ۲۲ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی افتتاح الکتاب فی ایمان و فضائل الصحابہ والعلم، فضل سعد بن معاذ، دار احیاء الکتب العربیہ، فیصل عیسیٰ البانی الحلبی، جلد ۱، ص: ۵۶ / مشکوٰۃ مترجم، جلد: سوم، ص: ۲۷۱، باب: جامع مناقب کا بیان

ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، مترجم مولانا، ناظم الدین، مطبع: آر آر پرنٹرز، تاریخ اشاعت نا معلوم جامع ترمذی (مترجم)، عن عبد اللہ بن مسعود، ولا تحسبن (آل عمران) تفسیر جلد: دوم، ص: ۳۵۵، حدیث: ۹۳۰

صحیح مسلم، جلد: ششم، ص: ۵۱ نا تا تو زنا حرام ہے۔ باب: صلۃ الرحم و تحریم قطعہا۔

تاریخ ابن کثیر، جلد: ۱ / ۲-۱، ص: ۲۶

علی بن عبد اللہ (۷۷۷-۸۴۹ م) بالسعدی المدینی، البصری، محدث و مؤرخ تھے۔ اپنے زمانے کے حافظ تھے۔ (الاعلام الزرکلی ۳/۳۰۳)

ابن علیہ (۲۸-۸۰۹ م) اسماعیل بن ابراہیم بن مقیم الاسدی بالولاء البصری، ابو بشر حفظ

حدیث میں اکابر تھے۔ کو فی الاصل تاجر تھے۔ (الاعلام الزرکلی ۱/۳۰۷)

علی بن مبارک عبد اللہ بن مبارک (۷۶-۷۹۷ م) بن واضح الحنفلی الحافظ، شیخ الاسلام، مجاہد، تاجر، حدیث، فقہ، جمع کی فرات میں فوت ہوئے۔ (لنز رکلی ۱۱۵/۴)

یحییٰ بن ابی کثیر یحییٰ ابن صالح ابن المحوکل الطاعی ایک صغار تابعی و محدث اور فقیہ تھے۔ تاریخ

وفات ۱۲۹ھ اور بعض نے ۱۳۲ھ ہجری بتایا ہے۔ (ویکیپیڈیا)

محمد بن ابراہیم بن ہارث المسمی (متوفی ۱۲۰ھ) تابعی مدنی ہے اور علمائے فقہائے مدینہ میں سے تھے

اور ان کے دادا حارث بن خالد بن صخر اول مہاجرین میں سے تھے۔ (تہذیب الکمال جلد ۲۴، ص: ۳۰۲-۳۰۶)

ابی سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف (۲۲ھ-۹۴ھ) تابعی تھے۔ حدیث نبوی ﷺ بیان کرنے

والے اور مدینہ کے فقہاء میں سے ایک تھے۔ عبد الرحمن بن عوف کے بیٹے تھے۔ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ (تہذیب

الکمال مصنف ابو الحجاج یوسف المزنی مؤسسۃ الرسالہ، بیروت الطبعة الاولى، ۱۹۸۰م)

تفہیم البخاری اردو شرح صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ما جاء فی سبع ارضین سات زمینوں

کے متعلق روایت، جلد: دوم، ص: ۲۴۳ رقم حدیث: ۴۲۸

الانبیاء: ۳۰

عثمانی، شبیر احمد، القرآن کریم و ترجمہ، معانیہ و تفسیر حاشیہ نمبر ۵، تفسیر عثمانی، ص: ۱۰۳

عثمانی، شبیر احمد، القرآن کریم و ترجمہ، معانیہ و تفسیر حاشیہ نمبر ۵، تفسیر عثمانی، ص: ۱۰۳

الرازی، مفتاح الغیب، تفسیر کبیر، جلد: ۲۲، ص: ۱۳۸

البقرہ: ۲۲

البقرہ: ۲۹

البقرہ: ۳۵

القمر: ۶۹

- ۴۱ دخان: ۳۸-۳۹
- ۴۲ غلام حسن، حاجی، قرآن اور کائنات، طبع اول ۱۹۹۸ء، اشاعت پنجم ۲۰۰۲ء، قرآن و کائنات، ص: ۴۵
- ۴۳ الحجر: ۱۹ تا ۲۰
- ۴۴ النحل: ۱۴
- ۴۵ جامع ترمذی ابواب تفسیر (سورۃ الحديد) رقم حدیث: ۱۲۲۴، ص: ۴۹۵
- ۴۶ تاریخ ابن کثیر: جلد ۲-۱ / ص: ۳۹
- ۴۷ آکوسی تفسیر آکوسی، روح المعانی، جلد: ۳، ج: ۳، ص: ۲۹
- ۴۸ مورس بکائی، بانیل، قرآن اور سائنس، مترجم: ثنا الحق صدیقی، مطبوعہ، ادارہ القرآن، کراچی، تاریخ اشاعت: نامعلوم، دارالعلوم اسلامیہ
- ۴۹ ہارون یحییٰ، قرآن اور رہنمائے سائنس مترجم: محمد یحییٰ، مکتبہ رحمانیہ، مطبع، لنٹل سٹار پرنٹرز
- ۵۰ اے ایم لوکل ملٹی وژن ماہنامہ اسلام آباد، krshadow.143@gmail.com
- ۵۱ الاحقاف: ۳
- ۵۲ القیامۃ: ۸-۹
- ۵۳ التکویر: ۱ تا ۶
- ۵۴ النحل: ۶۸
- ۵۵ الانعام: ۳۸
- ۵۶ النمل: ۱۸
- ۵۷ الفاشیہ: ۱۷